دورہ تنزانیہ اور جماعت تنزانیہ کو تین قیمتی نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر ستمبر ۱۹۸۸ء بمقام دارالسلام تنزانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اُس نے مجھے آپ کے اس پیارے وطن تنزانیہ میں آنے کی توفیق عطا فرمائی اور جیسا کہ میں بارہا پہلے بھی کہہ چکا ہوں جس ملک کی بھی بات کروں، جس ملک میں بھی جاؤں، جہاں جہاں کسی وطن میں احمدیت موجود ہے یا جو ملک بھی احمدیت کا وطن ہے وہ میرا بھی وطن ہے اور اس سے زیادہ میں کسی وطن کی محبت کی اور رنگ میں بات نہیں کرسکتا۔ اس لیے جو آپ کا وطن ہے وہ میرا بھی وطن ہے اور جتنی آپ کو اس وطن سے محبت ہے، مجھے آپ سے کم نہیں۔

درحقیقت اسلام کا ایک پہلو سے تو کوئی وطن بھی نہیں کیونکہ تمام دنیا کا مذہب ہے اور ایک پہلو سے ہر ملک اسلام کا وطن ہے۔ رحمۃ للعلمین ﷺ کو جب خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کا فرمانروا بنا کر بھجوایا تو اُس وقت آپ عرب کے نہ رہے بلکہ تمام دنیا کے ہو گئے اور آپ کے سچے غلام بھی دراصل یہ عالمی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس جس طرح آپ کا وطن میرا وطن ہے۔ میرا وطن آپ کا بھی وطن ہے اور اسی طرح جہاں جہاں احمدیت موجود ہے وہ سب دنیا کے سچے مسلمانوں کا وطن بن جاتا ہے۔ یہاں آکر مجھے خاص طور پر اس لیے بھی خوشی ہوئی کہ یہ ہمارے بہت ہی پیارے اور مخلص احمدی دوست عمری عبیدی مرحوم کا وطن ہے۔ پس وطن کی جو تعریف میں نے کی ہے۔ وہ اپنی جگہ لیکن اُس کے باوجود ہم میں سے بعض بعض جگہوں پر پیدا ہوتے ہیں وہاں شہری حقوق رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے اُن کو اُس وطن سے دوہری نسبت ہو جایا کرتی ہے۔

پس یہ جو وطن ہے کے اس پہلو سے عمری عبیدی مرحوم کو یہاں سے دوہری نہیں بلکہ تہری

نسبت تھی اور بھی کئی نسبتیں تھیں ۔ وہ اس ملک کے ایک ہونہار فرزند تھے جو بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہے تھے اور تمام ملک کی محبت اور اُمید کی نظریں اُن پر پڑتی تھیں بہر حال عمر نے وفا نہ کی اور چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے لیکن اتنی چھوٹی عمر میں اتنا بڑا، وسیع اور نیک نام پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص سعادت عطا فرمائی تھی ۔ اس لیے اس وطن میں آنا میرے لیے خصوصیت کے ساتھ ایک دل کی تسکین کا موجب ہے اور ساتھ غم کا بھی کیونکہ اگر ان کی زندگی میں یہاں آنے کی توفیق ملتی تو اور بھی زیادہ لطف رہتا۔ آج جو اذان آپ نے سُنی ہے جمعہ سے پہلے یہ انہی کے ایک ہونہار فرزند بکری عبیدی صاحب نے دی تھی جو واقف زندگی ہیں اور انشاء اللہ عنقریب جامعہ سے فارغ ہو کر اُن تمام نیکیوں کی علمبر داری کا کام کریں گے اس وطن میں آکر جو ان کے والد نے کی تھیں اور جن کے وہ ہمیشہ علمبر دار رہے۔

دوسری خوشی کی خاص وجہ یہ ہے کہ کل جب میں آپ کے ساتھ مجلس میں بیٹھا تو میں نے اندازہ لگایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں یہاں کی جماعت میں خصوصیت کے ساتھ اخلاص پایا جاتا ہے اور دین کی محبت ہے اور دین کے بارے میں وہ تدبر اور فکر کرتے رہتے ہیں ۔ بہت سی دور دور کی جماعتوں کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ۔ کوئی ہزار میل سے ،کوئی آٹھ سو میل سے ،کوئی سات سو میل سے یہ ایک وسیع ملک ہے جہاں جماعتیں بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور ملک کے اقتصادی حالات اور مواصلاتی حالات ایسے ہیں کہ جس کے نتیجے میں سفر میں بہت ہی صعوبتیں ہیں اور مالی لحاظ سے دقتیں ہیں ۔ بہت زیادہ خرچ کرنے کی عموماً دوستوں میں استطاعت نہیں ۔ اس کے باوجود نہایت ہی تکلیف دہ سفر کو اختیار کرنا اور پھر اتنا لمبا سفر جس میں بہت زیادہ خرچ بھی کرنا پڑا ۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک غیر معمولی جماعت سے محبت نہ ہو اُس وقت تک یہ توفیق نہیں مل سکتی ۔ کوئی حصہ دور کا ایسا نہیں ہے جہاں سے دوست یہاں تشریف نہیں لائے ہوئے تھے اور ابھی بہت سے ایسے ہیں جن سے تعارف نہیں ہو سکا ۔ آج شام کو جب ہم اکٹھے بیٹھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُن سے بھی مزید تعارف ہو گا۔

گزشتہ چند سال سے میں یہ جائزہ لیتا رہا ہوں اور یہ بتاتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ مسلسل آپ کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیداری کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں اور جماعتوں میں نشوونما پہلے سے بڑھتی چلی جا رہی ہے ۔ گزشتہ چند سال سے پہلے ایک عرصہ ضرور ایسا گزرا ہے جس میں آپ نے کچھ آرام کیا ، کچھ غفلت کی ، کچھ نیند کے مزے لئے ۔ بہر حال بالعموم یوں

معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ایک بیدار اور پر خلوص جماعت ہے جو اپنی پوری ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں خدمت دین میں مصروف ہے۔ الاّ ماشاء اللہ چند بیعتیں کہیں کہیں سے آجایا کرتی تھیں اور چند اچھی خبریں بھی مل جاتی تھیں۔ لیکن یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ سارے ملک میں بیداری کا احساس ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں سمجھتا ہوں کہ نمایاں فرق پڑ رہا ہے اور ابھی اور بہت گنجائش موجود ہے۔ اس رفتار سے اگر آپ اُٹھتے رہے، بیدار ہوتے رہے اور نیک کاموں میں آگے بڑھتے رہے تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ بہت جلد انشاء اللہ اس ملک میں عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے لیے بہت سے نئے منصوبوں کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ یہاں کثرت کے ساتھ سکول پھیلائے جائیں خواہ وہ چھوٹے درجے کے ہی ہوں اور ضرورت ہے کہ یہاں کثرت کے ساتھ ہسپتالوں کا انتظام کیا جائے خواہ وہ چھوٹے چھوٹے شفاخانے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی منصوبے تیار کیے جائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیداری پائی جاتی ہے۔ اُن کا حق ہے کہ اُن کی ہر طرح مدد کی جائے۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ اُن جماعتوں اور اُن علاقوں کو اوّلیت دی جائے گی جہاں بیداری کے آثار نمایاں ہیں اور عنقریب انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ یہاں جماعت کی طرف سے نیک کاموں کے کئی منصوبے بروئے کار لائیں جائیں گے۔

جہاں تک شفاخانوں کا تعلق ہے اُس میں میرے ذہن میں دو پروگرام ہیں۔ شفاخانوں میں جہاں تک ایسے قابل ڈاکٹروں کا تعلق ہے جو سرجری بھی کر سکتے ہوں۔ آپریشن کا کام کر سکتے ہوں۔ اُس میں ہمارے ذرائع کچھ محدود ہیں اور جب تک ماہر سرجنز بیرونی دنیا سے اپنے آپ کو وقف نہ کریں اُس وقت تک افریقہ کی تمام ذمہ داریاں ادا نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے دوسری صورت یہ ہے کہ وہ احمدی نوجوان جو ذہین ہوں اور سائنس کی تعلیم پا رہے ہوں اگر وہ ڈاکٹر بننا چاہیں اور اُن کے مالی ذرائع اجازت نہ دیں تو ہم ایسے تمام احمدی نوجوانوں کو جو اپنی زندگی خدمت دین کے لیے پیش کرنا چاہتے ہوں اُن کو انشاء اللہ اعلیٰ طبّی تعلیم حاصل کرنے میں مدد دیں گے۔ اس طرح افریقہ کے مختلف ملکوں میں مقامی احمدی واقف زندگی دوست ایسے پیدا ہو جائیں گے جو یہاں یا باہر جا کر دوسرے ملکوں میں اعلیٰ طبّی

تعلیم حاصل کریں اور واپس آ کر پھر اپنی قوم کی اور جماعت کی خدمت کریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم کی جائیں اور ہومیو پیتھک علاج چونکہ بہت ہی سستا ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ بہت جلدی تمام احمدی جماعتوں میں یا بعض دوسرے ایسے علاقوں میں جو غربت کی وجہ سے مہنگا علاج نہ کروا سکتے ہوں ہم ہومیو پیتھک طبیبوں کا جال پھیلا دیں۔

ہومیو پیتھک علاج عموماً افریقہ کے ممالک میں معروف نہیں اور افریقہ کی کوئی ایک بھی حکومت نہیں جو ہومیو پیتھک علاج کو تسلیم کرتی ہو۔ اس پہلو سے کچھ قانونی دقتیں ہماری راہ میں حائل ہو سکتی ہیں مگر اُمید ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی دور ہو جائیں گی۔ جب میری سیرالیون کے پریذیڈنٹ صاحب سے ملاقات ہوئی تو اُن کو بھی میں نے یہ مشورہ دیا اور انہوں نے بڑی سنجیدگی اور ہمدردی سے اس مشورے کو سُنا۔ مزید گفت وشنید ہوگی انشاء اللہ اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ سیرالیون کی حکومت اسے تسلیم کر کے اس سے فائدہ اُٹھائے گی۔ ابھی حال ہی میں تین دن پہلے میں یوگنڈا میں تھا۔ یوگنڈا کے صحت کے وزیر اور یوگنڈا کے تعلیم کے وزیر سے بھی میری اس معاملے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اگر چہ اُن کو اس سے پہلے کچھ بھی علم نہیں تھا کہ ہومیو پیتھک کیا چیز ہے لیکن جب میں نے انہیں تفصیل سے سمجھایا تو اُن لوگوں میں نمایاں دلچسپی کے آثار دیکھے۔ اس لیے میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہاں بھی اگر حکومت سے گفت وشنید کی گئی تو وہ جماعت احمدیہ کو اس میدان میں خدمت کی اجازت دے دیں گے۔ یوگنڈا کے وزیر تعلیم اور جماعت سے میں نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ میں بہت جلد وہاں ایک ہومیو پیتھک سکول کا اجراء کروں گا انشاء اللہ۔ اس غرض سے تمام دنیا میں جو احمدی ہومیو پیتھک کی باقاعدہ سند رکھتے ہوں اور تعلیم یافتہ ہوں اُن سے میں اپیل کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے نام خدمت دین کے لیے پیش کرنا چاہیں تو ایک سال، دوسال یا تین سال، کوشش کریں کہ تین سال کے لیے اپنے آپ کو ضرور وقف کریں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف یوگنڈا ہی میں نہیں، تنزانیہ میں بھی ایک ہومیو پیتھک کالج یا سکول کھولنا چاہئے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے بہت سے نوجوان جو ویسے بے کار ہیں۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ذریعہ معاش بھی میسر آئے گا اور وہ آزادانہ اپنے لیے ایک لائحہ عمل تلاش کر سکیں گے۔ یعنی جہاں چاہیں رہیں اُن کے لیے کوئی پابندی نہیں رہے گی۔ جس علاقے میں جانا چاہیں خدمت دین بھی کریں اور اپنی روزی بھی خود کمائیں اور ملک کو ضرورت اتنی ہے یہاں

حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی اکثریت صحیح معنوں میں طبّی امداد سے محروم ہے۔اس لیے ہر پہلو سے اس سکیم میں انشاءاللہ برکت ہی برکت ہوگی۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے پروگرام ہیں جن سے انشاءاللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ آپ کو متعارف کیا جائے گا اور جہاں تک جماعت احمدیہ عالمگیر کا تعلق ہے وہ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اپنے افریقین بھائیوں کی حتی المقدور خدمت کرے گی اور خدمت کی نئی نئی راہیں اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے کھولتا چلا جارہا ہے اور اس سلسلے میں یہاں جانے سے پہلے مجلس عاملہ میں تفصیلی گفتگو بھی کروں گا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب جماعت یہاں ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔

تنزانیہ کی جماعت کے لیے یا تمام جماعتوں بلکہ افراد کے لیے **میری تین نصیحتیں ہیں**۔جن کو میں اُمید رکھتا ہوں آپ توجہ سے سُنیں گے اور اُن پر عمل کرنے کا وعدہ کریں گے، اقرار کریں گے، دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان وعدوں اور اقراروں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ نماز کو قائم کریں۔جہاں تک نماز کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا اندازہ ہے کہ یہاں نماز کا معیار کافی اچھا ہے اور بعض تو دوسرے ممالک کے مقابل پر یہاں نمازوں کی طرف توجہ ہے۔لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز پڑھنے کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ نماز کو قائم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور نماز قائم کرنے کے بہت سے مطالب ہیں۔وہ نماز جو بغیر سمجھ کے پڑھی جائے اُسے ہم نماز قائم کرنا نہیں کہہ سکتے کیونکہ قیام ایک ٹھوس چیز کو کہتے ہیں کہ جب ایک چیز جو مضبوطی کے ساتھ نصب ہو چکی ہو اور اپنے پاؤں پر کھڑے رہنے کی طاقت رکھتی ہو۔اس لیے نماز کے لوازمات کو درست کرنا بھی ضروری ہے اور اُس کی بنیادوں کو درست کرنا بھی ضروری ہے۔اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ تمام جماعتوں میں یہ تحریک چلنی چاہئے کہ معلم کا انتظار نہ کریں بلکہ اُن میں سے جو بھی نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور متقی ہو اور کچھ نہ کچھ صاحب علم ہو۔وہ اپنے اپنے ہاں درس قائم کرے اور خصوصیت کے ساتھ نئی نسلوں کو نماز کا ترجمہ خوب اچھی طرح یاد کروایا جائے اور جماعت کی خواتین کو اُس پروگرام میں ضرور شامل کیا جائے۔اگر آپ کی عورتیں اور آپ کی بچیاں نماز کا ترجمہ اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے ساتھ ہی نماز کے مسائل کیونکہ نماز کے قیام میں نماز کے مسائل بھی شامل ہیں۔وضو کس طرح ٹوٹتا ہے، غسل کب واجب ہوتا ہے، کیا پہلے کرنا چاہئے، کیا بعد میں کرنا چاہیے۔دعائیں کیا کیا ہیں، آداب کیا

ہیں، نماز با جماعت پڑھنے کے سلسلے میں مسائل کیا ہیں۔ یہ ساری وہ باتیں ہیں جو مل کر جماعت کو قائم کرتی ہیں۔اس لیے جب میں کہتا ہوں نماز کو قائم کریں تو میرے ذہن میں یہ سارا پروگرام ہے تفصیلی۔اس پہلو سے جہاں معلم میسر ہیں وہاں معلمین کواوّلیت اس کام کو دینی چاہئے۔ جہاں معلم میسر نہیں ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا وہاں صاحب علم نیک لوگ اپنی طرف سے فوراً درس جاری کر دیں اور خواتین کونظر انداز نہ کریں۔ یہ سب سے اہم بات ہے۔جیسا کہ میں کہہ رہا تھا اگر آپ کی عورتیں، آپ کی بچیاں نماز کو قائم کرنے والی بن جائیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آئندہ سینکڑوں سال تک آپ کی نسلیں محفوظ ہو جائیں گی کیونکہ گھروں میں عورتیں ہی ہیں بچپن سے قوم کے دل میں کسی بات کی عظمت پیدا کیا کرتی ہیں۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ تبلیغ کے کام کو بہت زیادہ آگے بڑھائیں اور ہر احمدی مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُسے سال میں کم سے کم ایک اور احمدی بنانے کی توفیق ملے۔اس سلسلے میں جن لوگوں کو علم نہیں ہے وہ گھبراتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم دوسرے سے بات کریں گے تو اُسے کیا بتا سکیں گے۔لیکن تبلیغ کے لیے اوّل تو بہت علم کی ضرورت نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہوں اور دعا کرتے ہوئے اُس کی خاطر لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا شروع کریں تو آپ کی بات میں ایک خاص برکت پڑتی ہے۔آپ کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اور قوت عطا ہوتی ہے اسکو۔اس لیے وہ دعوت للہ کرنے والا، وہ خدا کی طرف بلانے والا جو خدا کی محبت سے آراستہ ہو، اُس کے دل میں خدا کی محبت سجی ہوئی ہو اور وہ دعا کرتا ہو اُس کی راہ میں کبھی بھی علمی کمزوری حائل نہیں ہوا کرتی۔اس لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور نیکی اختیار کرتے ہوئے خدا کی خاطر صاف لفظوں میں ہمدردی سے لوگوں کو احمدیت کی طرف بلانا شروع کریں۔ جہاں تک علم کی کمی کا تعلق ہے اُس کمی کو آج کے زمانے میں کسی حد تک کیسٹس کے ذریعے پورا کیا جا سکتا ہے۔کچھ تبلیغی مضمون پر مشتمل کیسٹس کینیا میں بنی ہوئی ہیں جو اچھی علمی حیثیت رکھتی ہیں اور کچھ آپ اپنے حالات میں یہاں خود تیار کر سکتے ہیں۔آپ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکز سلسلہ میں تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ مربیان کی ایک بڑی تعداد کام کر رہی ہے۔جن میں بہت سے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خود تنزانیہ ملک کے باشندے ہیں۔اردو بھی جانتے ہیں اور سواحیلی تو اُن کی اپنی زبان ہی ہے، عربی سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔اس

لیے وہ اس قابل ہیں کہ اگر چاہیں تو چھوٹی چھوٹی آسان تبلیغی کیسٹس تیار کرنا شروع کریں جو عام فہم ہوں اور لوگوں کے لیے سمجھنا مشکل نہ ہو اور بظاہر زیادہ دلائل دینے سے ایک دوسادہ دلیلیں اختیار کر لیں اور خوب تفصیل سے ان پر روشنی ڈالیں۔ایسی کیسٹس کو اگر سارے ملک میں عام کر دیا جائے تو اُس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ بدرسموں سے بچنے کے خلاف مہم چلائیں۔ جب جماعت یا کوئی بھی مذہبی الٰہی جماعت ترقی کرتی ہے تو بعض خطرات بھی در پیش ہوتے ہیں۔بعض دفعہ پرانی بدرسمیں اسی طرح ساتھ چمٹتی رہتی ہیں اور جماعت میں اس طرح داخل ہو جاتی ہیں جیسے کسی صحت مند سوسائٹی میں کوئی بیماریاں پھیلانے والا مریض داخل ہو جائے۔اس طرح باہر کی بدرسمیں الٰہی جماعت کے اندر داخل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔دوسرے بعض دفعہ پہلے سے ہی بعض جماعتوں میں بعض آبائی طور پر رسمیں چلی آتی ہیں جو دین کے لیے مہلک ہوتی ہیں۔مجھے کل کی سوال و جواب کی مجلس سے اندازہ ہوا ہے کہ اس طرف جماعت میں خصوصی توجہ نہیں کی۔اس لیے میں انتظامیہ کو بھی متوجہ کرتا ہوں کہ وہ پورا جائزہ لیں ملک میں کہ کون کون سی ایسی خلاف اسلام رسمیں یہاں رائج ہیں جن کے خلاف جہاد ہونا چاہئے اور جماعت میں جو انتظام ہے اُس کے اوپر بھی نظر ثانی کریں۔اسی طرح میں آپ سب سے تمام احمدی احباب مرد و زن سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ خود بھی اپنے آپ کو بُری رسموں سے آزاد کرنے کی کوشش کریں اور بدی کے خلاف بالعموم لوگوں کو نصیحت کریں۔سختی سے نہیں لیکن محبت اور پیار اور ہمدردی سے اور اس بات کو اپنا شعار بنالیں کہ نیک باتوں کی نصیحت کیا کریں گے اور بُری باتوں سے روکا کریں گے۔کہا جاتا ہے کہ مختلف ملکوں کی مٹی میں بھی مختلف تاثیر ہوتی ہے۔جو انسان کے اخلاق پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔بعض ملکوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اُس کی مٹی میں وفا پائی جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہاں بسنے والے لوگ وہاں کی اقوام عموماً وفادار ہوتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ بعض ملکوں کی مٹی میں بے وفائی یا غداری پائی جاتی ہے۔قطع نظر اس کے کہ مٹی کا اثر ہے یا کچھ اور یہ ہم ضرور جانتے ہیں کہ روایتاً بعض ملکوں میں بے وفائی اور غداری زیادہ پائی جاتی ہے۔آپ کی مٹی کے متعلق یہ میرا احسن ظن ہے کہ آپ کی مٹی میں وفا کا مادہ پایا جاتا ہے کیونکہ میں نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ افریقہ کے مختلف ممالک سے بہت سے ایسے خاندان یا لوگ ہیں جو یہاں لمبا عرصہ زندگیاں گزار کے باہر گئے لیکن کسی نے مڑ کے

اپنے ملک کی طرف نہیں دیکھا اور یہ کوشش نہیں کی کہ اپنے ملک جس سے انہوں نے بہت حد تک استفادے کئے۔ایک لمبے عرصے اُن کے خاندان یہاں بستے رہے اور ان ملکوں سے فائدے اُٹھائے۔ان میں سے کسی خاندان نے مڑ کے یہ نہیں دیکھا کہ ہم اُس ملک کے ساتھ وفا کرتے ہوئے اُس کے احسان کا بدلہ اُتاریں اور اُس کی بہبود کے لیے کچھ خرچ کریں سوائے تنزانیہ کے۔

تنزانیہ میں جو خاندان یہاں آباد ہوئے وہ ایشائی لوگ جو کسی زمانے میں یہاں رہا کرتے تھے پھر یہاں چھوڑ کر کہیں اور چلے گئے ،کوئی پاکستان آباد ہو گئے ،کوئی انگلستان آباد ہو گئے۔یہاں ایک سے زائد مرتبہ مجھے ذاتی طور پر مشاہدہ ہوا کہ ان خاندانوں کے افراد نے بڑے اصرار کے ساتھ میرے سامنے ،میرے پاس رقوم پیش کیں کہ ہمیں اپنے وطن یعنی سابق وطن تنزانیہ سے ایسی محبت ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اُس کی بہبود کے لیے ہم کچھ خرچ کریں۔ایک دفعہ ہوا، دو دفعہ ہوا، تین دفعہ ہوا، بار، بار میرے سامنے یہ بات آئی اور وہ مختلف لوگ تھے،مختلف جگہوں کے رہنے والے تھے۔اس سے میں نے اندازلگایا کہ آپ کی وطن کی مٹی میں وفا کا مادہ پایا جاتا ہے۔پس اس وفا کے مادے کو احمدیت اور اسلام کے لیے بھی استعمال کریں۔سب سے زیادہ وفا اپنے خدا سے ہونی چاہئے۔جب آپ بندوں کے وفادار ہیں تو میں اُمید رکھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آپ اپنے رب سے بھی وفا کریں گے اور اس کے دین کو پھیلانے کے لیے ہر ممکن سعی کریں گے اللہ آپ کے ساتھ ہے۔آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد انگریزی میں فرمایا:

Inshaallah we 'll say the *Asr* prayer immidiately after *Juma*. I am on journey I'll say two *Rakaat*,Those who are not on journey they will complete their four *Rakaat* before saying *Aslamualykum* with me.

یعنی انشاء اللہ ہم جمعہ کے فوراً بعد عصر کی نماز بھی ادا کریں گے۔میں سفر پر ہوں اس لئے دو رکعت ادا کرونگا جو سفر پر نہیں ہیں وہ السلام علیکم سے پہلے چار رکعات پوری کرلیں۔